پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

امیر شریعتؒ زندہ ہیں

امیر شریعتؒ کو ہم سے جدا ہوئے چوالیس برس بیت گئے۔اس عرصے میں کوئی دن ایسا ہوگا جب ہم نے انہیں دل کی دھڑکنوں اور دماغ کی گہرائیوں میں نہ پایا ہو،ہم نے کبھی انہیں بھلایا ہے اور نہ ہی یاد کیا ہے کہ یاد تو ان کو کیا جاتا ہے جنہیں بھلا دیا ہو ؎

کب یاد میں ان کی یاد نہیں، کب ہاتھ میں ان کے ہات نہیں
صد شکر کہ اپنی راتوں میں ، اب ہجر کی کوئی رات نہیں

شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت تھے۔جن کی تمام خوبیوں کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہم نے ان سے ہی دینی غیرت کا سبق پڑھا اور وہ سبق اب ہمیں ازبر ہے۔وہ خود کہا کرتے تھے کہ ''دین تو نام ہی غیرت کا ہے۔'' ان کی تمام تر زندگی اسی وصف سے عبارت تھی۔ان کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ اس سے غافل ہوئے ہوں۔اک اضطراب مسلسل،اک ولولہ،اک جذبہ کہ جس کی نہ کوئی حد ہے نہ حساب ہمیشہ ان کے دامنِ صد چاک سے بندھا رہا' اور وہ اس پر نازاں رہے۔انہوں نے اپنی مشتِ خاک سے اپنا جہاں خود پیدا کیا۔ ابر رحمت بن کر وہ اپنی کشتِ آرزوئے جنوں آشنا پر برسے اور اسے شاداب کر دیا۔وہ قربانی و ایثار کی تفسیر تھے۔انہیں اگر بادِ بہاری سے تشبیہ دی جائے تو وہ ایمان کے گلزار پر چھائے رہے۔انہوں نے اپنے جذبۂ ایمانی سے غلامی کی ہر روایت کو زمیں بوس کر دیا۔وہ ایک ایسے سرفروش تھے کہ جس نے ظلم کی ہر دیوار کو ڈھا دیا۔وہ ایک تیغِ بے نیام تھے کہ جس نے کفر کے ہر مکروہ جال کو کاٹ کے رکھ دیا۔ان کی تقریریں موجۂ کوثر و تسنیم تھیں جنہوں نے غلام ہندوستان کے ہر فرد کے دل و دماغ کو متأثر کر کے میدانِ کارزار میں لا کھڑا کیا۔انہوں نے غلاموں کو زبان عطا کی،اک ولولہ،اک حوصلہ دیا اور وہ ایک ایسی طاقت سے ٹکرا گئے جو اپنے بامِ عروج پر تھی۔ان کا دل صرف اسلام کے لیے دھڑکتا تھا اور دماغ فقط عظمتِ اسلام کے دوبارہ حصول کے لیے سوچتا تھا۔انہوں نے اپنے قول اور فعل سے ایک جہان کو متأثر کیا اور اس سے عظمتِ اسلام اور احیائے اسلام کے لیے کام لیا کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔اس سرزمین پاک و ہند کا ذرہ ذرہ ان کا ممنون ہے کہ انہوں نے درسِ حریت دیا۔غلامی سے آزادی تک کے سارے سفر میں ان کا ہر قدم آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بن چکا ہے۔ادائے حسنِ کلام ان پہ قربان ہو ہو جاتی تھی۔وہ ہر لحاظ اور ہر پہلو سے نقیبِ صدق و صفا اور پیکر مہر و وفا تھے۔وہ تمام عمر سامراج دشمنی میں صفِ اوّل میں شریکِ جنگ رہے۔انہیں اگر انقلابِ حمیّت کا عنوان قرار دیا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ

نہیں۔ وہ سخن شناس بھی تھے اور شگفتہ مزاج بھی۔ ان کی نواؤں کی گونج آج بھی فضا میں ایک تہلکہ مچائے ہوئے ہے۔ وہ داستانِ عزم و ہمت کا ایک روشن باب ہیں کہ جن کا دامن قبر تک خالی گیا۔ انہیں کوئی ڈرا سکا' نہ جھکا سکا اور نہ ہی کوئی خرید سکا کہ ان کی نگاہ بلند تھی' سخن دلنواز تھا اور جان پُرسوز ؎

نگہ بلند ، سخن دلنواز ، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

وہ اقلیمِ فنِ اظہار تھے۔ وہ سرمایہ جوشِ احرار تھے۔ وہ آشنائے مزاج عالم تھے جو دنیا کو مئے تُگ و تاز دیتے رہے۔ وہ فرد واحد نہیں تھے بلکہ ایک تحریک تھے' جو غلاموں کو ان کی غلامی کے خلاف لڑنے کا حوصلہ دیتی رہی۔ مخالفت کے بپھرے ہوئے طوفان ان کے پائے ثبات میں جنبش پیدا نہ کر سکے۔ وہ چٹان تھے کہ کفر و باطل کی ہر لہر ان سے ٹکرا ٹکرا کر ناکام لوٹتی رہی لیکن انہیں اپنے مقام سے ایک انچ بھی اِدھر سے اُدھر نہ کر سکی۔ لبادۂ قادیانیت کے لیے وہ برقِ تپاں اور شعلۂ پرّاں ثابت ہوئے۔ قادیانیت کی تخلیط اور دلدل کو انہوں نے اس طرح بے نقاب کیا کہ قادیانیت کا مدقوق چہرہ ابھر کر سامنے آ گیا۔ انہوں نے تقدیس رسالت کے لیے وقت کی تیز و تُند ہواؤں سے بغاوت کی۔ انہوں نے ہی بند و سلاسل کے ہر مرحلے کو حوصلے کے ساتھ طے کر کے چہرۂ دار و رسن کو روشن کیا۔ ان پر فصاحت و بلاغت آج بھی فخر و ناز کرتی ہے۔ وہ بولتے کیا تھے کہ لفظوں سے کھیلتے تھے انہیں مجمع کو کشتِ زعفران بنانا بھی آتا تھا اور لفظوں میں آگ بھر کے کسی مقدس مقصد کے لیے اکسانا بھی آتا تھا۔ وہ لفظوں سے جادو جگاتے اور ایمانی قوت کو جگمگاتے تھے۔ وہ پیکرِ اخلاص' کذب وریا سے پاک، صاف شفاف کردار کے مالک تھے کہ ہمیں ہی ان پر فخر و ناز نہیں خود فخر و ناز ان پہ نازاں ہے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی شہہِ لولاک ﷺ کی محبت میں پنہاں تھی۔ ان کے لب پر توحید کے نغمے رواں رہے۔ ان کی کوئی ذاتی خواہش تھی نہ کوئی تمنا۔ ان کا کوئی ذاتی دوست تھا نہ ہی کوئی ذاتی دشمن۔ ان کی دوستی اور دشمنی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تھی اور ایک مومن کی یہی بنیادی پہچان ہوتی ہے۔

زمانہ ہزار کروٹیں بدلتا آگے بڑھتا رہے گا لیکن وہ ہمیشہ زندہ و پائندہ اور تابندہ و درخشندہ رہیں گے۔ وقت کا بہتا ہوا دریا ان کی عظمت و سطوت' ان کے عزم و استقلال' جذب و جنوں کے گیت گاتا رہے گا۔ ان کا حُسنِ بیاں یونہی جگمگاتا رہے گا۔ ان کی تاثیرِ تلاوت یونہی کانوں میں رس گھولتی رہے گی۔ زمانہ ان کی عظمت و شوکت کے سامنے سرنگوں رہے گا۔ کیونکہ تعظیم محمد ﷺ کی ادا مر نہیں سکتی۔

کبھی کبھی ان کی شخصیت کے بارے میں سوچتا ہوں تو سوچ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں کہ ان کی شخصیت کا احاطہ کر سکوں لیکن وہ کہاں اور میں کہاں۔ دل سے آواز آتی ہے کہ بس ان کے بارے میں یہی کہہ دو:

جانے والے دل کو پتھر کر گئے ، پھر کسی کو دیکھ کر دھڑکا نہیں
دیکھنا بھالنا گیا ان کے ساتھ، آنکھ مدت سے سوچتی ہے فقط

وہ سمجھنے سمجھانے کی نہیں بلکہ مبہوت کر دینے والی شخصیت ہیں۔ انہیں سمجھا جا سکتا ہے نہ سمجھایا جا سکتا ہے ؎

کوئی باور نہ کرے گا وہ سخن کا اعجاز
شاید اب کوئی نہ سمجھے گا کہ کیسا تھا وہ

جن کا قلب حریم صفات کا محرم ہو، جن کے خلوص کو عشق محمد ﷺ کی سبیل سے تشبیہ دی جاتی ہو، جو شعورِ مجسّم ہو، جو عظمتِ دین کا نشان بن کر دمکتا چمکتا نظر آئے، جو حق آگہی کی دلیل ناطق ہو، جس کی جبیں پر صدق وسفا کا جھومر سجا ہو، جس کی خوشبو سے بہاروں کے مزاج معطر ہو جاتے ہوں، جو ایوانِ مشیّت کا روشن چراغ ہو، جو قبلۂ اہلِ نظر ہو جس کا سینہ گدازِ قرآن اور نُطق ادراک قرآن کا غماز ہو، جو بُستانِ مصطفےٰ ﷺ کا بلبلِ رنگیں نوا ہو، جو آزادیٔ جمہور کی دلربا ادا ہو، جس کے سر پر عشق محمد ﷺ کا تاج رکھا ہو اور دل میں نورِ نبوت کا خزانہ مستور ہو، جو دین وسیاست کا ایک دلکش اور دلربا امتزاج ہو، جو قطعۂ آزادیٔ وطن کا ایک خونچکاں باب ہو، جو راست بازی کا اوجِ کمال ہو، جو دولتِ فقر وغنا سے مالا مال ہو، ظلم کے آگے جس کا سر کبھی خم نہ ہوا ہو، جس کے آہنی عزم نے زنجیر غلامی کو توڑ کے رکھ دیا ہو، جس کے ارادوں میں شکوہِ کوہ اور گرج میں عظمتِ اسلام کی گونج ہو، جس کے جنون وعشق پر عقل ودانش پروانوں کی طرح جل مرتے ہوں، جو پروازِ خرد سے بے خبر اور ہمت عالی پر فخر وناز کرتا ہو، جس نے درویشی کی شان کو برقرار رکھتے ہوئے تاجوروں سے مقابلے کئے ہوں، جس کی خطابت سحر آفریں ہو، جس کی خلوت وجلوت میں اسرار ورموز کے پھول جھڑتے ہوں، جس نے قصرِ شاہی کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہو، جس نے سطوتِ شاہی کو طمانچے مارے ہوں، جس کے قدموں تلے فرنگی مکار رحم وکرم کی بھیک مانگتا دکھائی دے..... وہ شخص کبھی مر سکتا ہے...... ہرگز نہیں ؎

ورنہ سقراط مر گیا ہوتا
اُس پیالے میں زہر تھا ہی نہیں

ایسے لوگ صرف پیدا ہوتے ہیں، مرتے نہیں، ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، اور امیر شریعتؒ بھی زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ ؎

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما